(ہ) جو امتیازِ رنگ وخوں کرے گا وہ:

(۱) باقی رہے گا (۲) خوش رہے گا

(۳) مٹ جائے گا (۴) ترقی کرے گا

✿ درج ذیل شعر غور سے پڑھیے:

نظارۂ جہاں سے تر و تازہ رکھیے آنکھ
تفریح پارک میں سحر وشام کیجیے

اس شعر میں صرف پارک کی تفریح کر لینے کو سارے جہاں کا نظارہ کر لینا بتایا گیا ہے۔ حال آں کہ پارک تو تمام جہاں کے باغوں کا صرف ایک حصّہ ہے، کل جہاں نہیں ہے۔ بس کُل کے بدلے جُزو کا نام لے کر اُسے کُل سمجھنا ''مجازِ مرسل'' کہلاتا ہے۔

سوال ۷: اس نظم میں مجازِ مرسل کے طور پر کون کون سے لفظ استعمال ہوئے ہیں؟

سرگرمیاں

(۱) طلبہ، علامہ اقبالؔ کی کوئی نظم ٹیبلو کی صورت میں پیش کریں۔

(۲) ہر طالبِ علم علامہ اقبالؔ کے پانچ اشعار یاد کر کے سنائے۔

✿ ملّی شاعری سے مراد وہ شاعری ہے جس میں عالمِ اسلام کی ترقی اور فلاح کا ذکر ہو۔

ہدایات برائے اساتذہ:

(۱) فکرِ اقبالؔ کے اہم عناصر آسان الفاظ میں طلبہ کو سمجھائیے۔

(۲) اسلام کے موضوع پر علامہ اقبالؔ کی مزید نظموں کی تلاش میں طلبہ کی مدد کیجیے۔

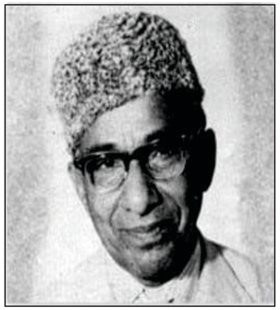

ابوالاثر حفیظؔ جالندھری

ولادت: ۱۹۰۰ء وفات: ۱۹۸۲ء

محمد حفیظ نام، حفیظ ہی تخلص اور ابوالاثر کُنیت تھی۔ جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم جالندھر ہی میں حاصل کی۔ لاہور آ کر ''ہونہار بک ڈپو'' قائم کیا اور علمی و ادبی کتابوں کی طباعت و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران وہ دہلی میں سانگ پبلسٹی آرگنائزیشن (Song Publicity Organization) کے ڈائریکٹر جنرل مقرر ہوئے۔

ان کے شعری ذوق کو مولانا غلام قادر گرامیؔ کی شاگردی نے چمکایا۔ پہلے غزلیں کہیں، پھر گیت لکھے۔ اس کے بعد ''شاہ نامۂ اسلام'' جیسی شاہ کار نظم لکھی۔ ان کی نظموں کے مجموعے ''نغمہ زار، سوز وساز، تلخابۂ شیریں'' ہیں۔ ہمارا قومی ترانہ بھی آپ ہی نے لکھا۔

سرِ راہِ شہادت

حاصلاتِ تعلّم: یہ نظم پڑھ کر طلبہ: (۱) مطلعے کی تعریف کر سکیں اور نشان دہی کر سکیں۔ (۲) نظم کی تشریح کر سکیں۔ (۳) استعارے کے بارے میں جان سکیں۔

وہ حمزہؓ ناز تھا اہلِ عرب کو جس کی طاقت پر
فِدا ہونے چلا تھا اب بھتیجے کی صَداقت پر

رسولؐ پاک کے چہرے سے اِک رِقّت نمایاں تھی
یہ وہ رحمت تھی جس کی کوئی غایت تھی نہ پایاں تھی

نگاہیں مُضطَرِب، ہلکا تبسُّم رُوئے زیبا پر
تصوُّر مطمئن تھا مرضیٔ عرشِ مُعَلّٰی پر

ہُوا اِرشاد اے عَمِّ خُجستہ فام، بسم اللہ
خدا حافظ ہے کیجیے نصرتِ اسلام، بسم اللہ

یہ اِقدامِ شہادت بر سبیلِ حُسنِ نیّت ہے
محمدؐ اُس پہ راضی ہے جو اللہ کی مَشیّت ہے

یہ فرما کر دکھائی انتہائی شانِ رَحمانی
کہ بڑھ کر چُوم لی سرکارؐ نے حمزہؓ کی پیشانی

وُفورِ نورِ حق سے چہرۂ حمزہؓ چمک اُٹھّا
جلا کُندن نے پائی یہ زَرِ خالص دَمک اُٹھّا

(ماخوذ از: ''شاہ نامۂ اسلام'')

مشق

سوال۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) حضرت حمزہؓ کو میدانِ جنگ میں جاتے دیکھ کر رسولِ پاکؐ کی کیا کیفیت تھی؟

(ب) حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا فرما کر حضرت حمزہؓ کی پیشانی چومی؟

(ج) حضرت حمزہؓ نے کس معرکے میں جامِ شہادت نوش کیا؟

(د) اس نظم کا خلاصہ بیان کیجیے۔

سوال۲: درج ذیل الفاظ وتراکیب کے معنی بتائیے:

رِقّت - روئے زیبا - عرشِ مُعَلّٰی - مشیّت - حُسنِ نیّت

سوال۳: نظم کے پہلے شعر کی تشریح کیجیے۔

❁ غزل اور قصیدے کے پہلے شعر کو مطلع کہا جاتا ہے۔ مطلعے کے دونوں مصرعوں کا ہم قافیہ ہونا ضروری ہے۔ جیسے میر تقی میرؔ کی ایک غزل کا مطلع ہے:

ؔ فقیرانہ آئے، صدا کر چلے ـــــ میاں خوش رہو، ہم دُعا کر چلے

اس مطلعے میں صدا اور دُعا قافیہ ہے جب کہ ''کر چلے'' ردیف ہے۔ یاد رہے کہ ردیف

کے بغیر بھی مطلع ہوسکتا ہے، جیسے علامہ اقبالؔ کی غزل کا یہ مطلع:

؎ پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن
مجھ کو پھر نغموں پہ اُکسانے لگا مُرغِ چمن

سوال۴: اپنی کتاب کے حصّۂ نظم سے پانچ مطلعے تلاش کیجیے۔

سوال۵: درج ذیل جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) حضرت حمزہؓ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے:

(۱) ماموں تھے (۲) خالو تھے

(۳) چچا تھے (۴) تایا تھے

(ب) حضرت حمزہؓ کا اقدامِ شہادت تھا:

(۱) غلبۂ اسلام پر ۲) شکست باطل پر

(۳) حسنِ نیت پر (۴) جنگ میں فتح پر

(ج) اہلِ عرب کو امیر حمزہؓ کی اس خوبی پر ناز تھا:

(۱) خوش اخلاقی (۲) شان و شوکت

(۳) طاقت (۴) رحم دلی

(د) وہ صحابی جن کے شوقِ شہادت سے خوش ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کی پیشانی چومی:

(۱) حضرت طلحہؓ ہیں (۲) حضرت حمزہؓ ہیں

(۳) حضرت مصعبؓ ہیں (۴) حضرت خالدؓ ہیں

❁ اس شعر کو غور سے پڑھیے:

؎ کس شیر کی آمد ہے کہ رَن کانپ رہا ہے
رن ایک طرف چرخِ کہن کانپ رہا ہے

اس شعر میں انیسؔ نے واقعۂ کربلا کے ذکر میں حضرت عباسؓ کی میدانِ جنگ میں

تشریف آوری کا نقشہ کھینچا ہے۔ ان کی بہادری، ہیبت اور عزم و حوصلے کی عظمت بیان کرتے ہوئے شیر کی جرأت اور بہادری کی مثال دی گئی ہے۔ شیر ایک درندہ ہے لیکن اس کی بہادری اور شجاعت کی صفت سامنے رکھتے ہوئے حضرت عباسؓ کی بہادری اور شجاعت بیان کی گئی ہے۔ یعنی شیر کا لفظ اپنے اصلی اور حقیقی معنوں میں استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ اس طرح جو مثال یا تشبیہ دی جاتی ہے اسے ادب میں ''استعارہ'' کہتے ہیں۔ استعارے کے پانچ ارکان ہوتے ہیں:

۱- مُستعَار منہٗ: وہ شخص، فرد یا چیز جس سے مثال دی جائے یعنی شیر۔

۲- مُستعَار لہٗ: وہ شخص، فرد یا چیز جس کے لیے مثال دی جائے، یعنی حضرت عباسؓ۔

۳- وجہِ جامع: وہ صفت یا خوبی جو دونوں میں موجود ہو، یعنی شجاعت اور بہادری۔

۴- مُستعَار: وجہِ جامع یا خوبی کو بیان کرنے کے لیے مُستعَار منہ سے لیا گیا لفظ، یعنی شیر۔

۵- غرضِ استعارہ: وہ غرض یا مقصد جس کے لیے استعارہ استعمال کیا گیا، یعنی حضرت عباسؓ کی شجاعت اور بہادری بیان کرنا۔

سرگرمیاں

(۱) طلبہ مختلف مشاہیرِ اسلام کے بارے میں اختصار سے اظہارِ خیال کریں۔

(۲) ہر طالبِ علم الگ الگ مشاہیرِ اسلام کی فہرست مرتب کرے۔

ہدایات برائے اساتذہ:

(۱) اسلام کے لیے حضرت امیر حمزہؓ کی خدمات سے طلبہ کو آگاہ کیجیے۔

(۲) مشاہیرِ اسلام کے حوالے سے مزید معلومات کی تلاش میں طلبہ کی مدد کیجیے۔